مختصر خلاصۂ مضامینِ قرآن

پارہ ۱۷ تا ۱۹

انجمن خدام القرآن سندھ کراچی رجسٹرڈ

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

مختصر خلاصہٴ مضامینِ قرآن

سترہواں پارہ

اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ﴿﴾ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴿﴾

اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ﴿﴾

قرآنِ مجید کے سترہویں پارے میں دو سورتیں شامل ہیں۔ پہلی سورۂ انبیاء جس کے ۷ رکوع ہیں اور دوسری سورۂ حج جو ۱۰ رکوعوں پر مشتمل ہے۔

سورۂ انبیاء

انبیاء کرامؑ کا ذکرِ حسین

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۱۰

قرآن میں تمہارا بھی ذکر ہے، غور تو کرو!

پہلے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ لوگوں کے لیے اُن کے حساب کا وقت یعنی قیامت قریب آ چکی ہے لیکن وہ اِس کی تیاری سے غافل ہیں۔ خاص طور مشرکینِ مکہ کا ذکر ہوا کہ وہ قرآنِ مجید اور نبی اکرم ﷺ پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہیں۔ اِن سے پہلے بھی قوموں نے یہ روش اختیار کی تھی اور اللہ نے اُن کو ہلاک کر دیا تھا۔ اِس رکوع میں خاص بات یہ بیان کی گئی کہ:

لَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ کِتٰبًا فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴿﴾ (الانبیاء:۱۰)

”ہم نے تمہاری وہ طرف وہ کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے، کیا تم غور نہیں کرتے“۔

قرآنِ مجید نے تین کردار بیان کئے ہیں۔ حق کا بھرپور ساتھ دینے والے، حق کی کھلم کھلا مخالفت کرنے والے اور منافقین جو نہ اِدھر ہیں نہ اُدھر۔ اب ہم میں سے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اُس کا کردار کیا ہے؟ آیا وہ حق کے لیے مال اور جان کی قربانیاں دے رہا ہے یا وہ حق کا دشمن ہے یا اُس کا کردار منافقین کا سا ہے۔

رکوع ۲...... آیات ۱۱ تا ۲۹

باطل، حق کا مقابلہ نہیں کر سکتا

دوسرے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ جب بھی اللہ نے کسی قوم کے سرکشوں کو ہلاک کیا تو وہ عذاب سے بچنے کے لیے بھاگنے لگے لیکن عذاب نے اُنہیں گھیر لیا۔ وہ فریادیں کرتے رہے کہ ہم ہی ظالم ہیں لیکن اب اعترافِ جرم کام نہ آیا اور بالآخر اللہ نے اُن کو ملیا میٹ کر دیا۔ اللہ نے کائنات کسی شغل کے لیے پیدا نہیں کی بلکہ یہاں ایک معرکۂ حق و باطل برپا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بولہبی

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اہلِ حق نے پامردی دکھائی تو اللہ کی یہ شان ظاہر ہوئی:

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ (الانبیاء:۱۸)

''بلکہ ہم حق کو اٹھا کر باطل پر دے مارتے ہیں، پھر وہ اُس کا سر توڑ دیتا ہے اور باطل ہے ہی مٹ جانے والا''۔

رکوع ۳ ...... آیات ۳۰ تا ۴۱

انسان کے امتحان کی دو صورتیں

تیسرے رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں اور قدرتوں کے ذکر کے بعد بیان کیا گیا کہ انسان کے لیے اِن نعمتوں سے استفادہ عارضی ہے۔ اُس نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ دنیا میں اللہ اُسے اِن نعمتوں کے ذریعہ آزمارہا ہے۔ کبھی نعمتیں دے کر شکر کا امتحان لیتا ہے اور کبھی نعمتیں چھین کر صبر کے امتحان سے گزارتا ہے۔ اللہ ہمیں شکر اور صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مشرکینِ مکہ نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑاتے ہیں لیکن عنقریب اِس مذاق اڑانے کا بھیانک انجام ظاہر ہو کر رہے گا۔

رکوع ۴ ...... آیات ۴۲ تا ۵۰

رائی کے دانے کے برابر عمل کا بھی حساب ہوگا

چوتھے رکوع میں خبردار کیا گیا کہ اللہ روزِ قیامت عدل کی میزان قائم فرمائے گا۔ اگر کسی فرد نے

رائی کے دانے کے برابر کوئی عمل کیا ہے تو وہ بھی لا کر تولا جائے گا۔ حساب بالکل صحیح ہوگا اور کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اِس رکوع سے انبیاء کرامؑ کے ذکرِ حسین کا آغاز ہوا۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو ایسی کتاب دی گئی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی روشنی اور نصیحت تھی۔ اِس سے وہ متقی ہدایت حاصل کرتے تھے جو اللہ سے ڈرتے اور روزِ قیامت اُس کے سامنے حاضری کے احساس سے لرزاں وترساں رہتے تھے۔ اب اللہ نے قرآن کی صورت میں بڑا مبارک ذکر نازل کیا ہے تا کہ ہم اِس سے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

رکوع ۵ ...... آیات ۵۱ تا ۷۵

بت پرستوں پر اتمامِ حجت

پانچویں رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے بت پرستوں پر حجت پوری کرنے کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے بت خانے میں داخل ہو کر چھوٹے بتوں کو ایک تیشہ سے توڑا اور وہ تیشہ بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ مشرکین نے پوچھا کہ ہمارے معبودوں کا یہ حشر کس نے کیا ہے؟ آپؑ نے جواب دیا کہ بڑے بت نے کیا ہوگا، جا کر ٹوٹے ہوئے بتوں سے پوچھ لو! اُنہوں نے کہا کہ اے ابراہیم! تم تو جانتے ہو کہ یہ بت بول نہیں سکتے۔ فرمایا کہ افسوس ہے تم پر اور تمہارے معبودوں پر۔ تم ایسے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو جو اپنا دفاع نہیں کر سکتے، وہ تمہیں کیا نفع یا نقصان پہنچائیں گے؟ مشرکین پر حجت پوری ہوئی اور حق واضح ہو گیا۔ لیکن آباء پرستی قبولیتِ حق کی راہ میں رکاوٹ بن گئی۔ اُنہوں حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا کر بھسم کرنے کی سازش کی، لیکن ہر شے میں تاثیر اللہ ہی کے اذن سے ہے۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا کہ ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا ابراہیمؑ پر۔ آگ کے شعلے ابراہیمؑ کے لیے گلستان بن گئے اور سازش کرنے والے رسوا ہوئے۔ پھر اللہ نے اُنہیں حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ جیسی صالح اولاد عطا کی اور اُن پر ایمان لانے والے حضرت لوطؑ کو نبوت ورسالت سے سرفراز کیا۔

رکوع ۶ ...... آیات ۷۶ تا ۹۳

انبیاء کرامؑ پر اللہ کی عنایات

چھٹے رکوع میں حضرت نوحؑ، حضرت داوٗدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت اسمٰعیلؑ،

حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفلؑ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا بیان ہے۔ پھر حضرت یونسؑ کا ذکر ہوا کہ جنہوں نے اللہ کی اجازت آنے سے قبل ہی اپنی قوم کو چھوڑ کر ہجرت اختیار کر لی تھی۔ اللہ نے اُنہیں ایک آزمائش سے گزارا۔ ایک مچھلی نے اُنہیں نگل لیا۔ اُنہوں نے فریاد کی **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ** ...... اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ہی ظالموں میں سے تھا۔ اللہ نے اُن کی فریاد سن لی اور مچھلی نے اللہ کے حکم سے اُنہیں خشکی پر اگل دیا۔ حضرت زکریاؑ کی دعا اللہ نے قبول کی۔ اُن کی بانجھ بیوی کو درست کر دیا اور اُنہیں یحییٰؑ جیسا پاکیزہ بیٹا عطا فرمایا۔ حضرت مریمؑ کے بطن سے معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰؑ کو پیدا کیا اور دونوں کو رہتی دنیا تک نشانی بنا دیا۔ بے شک یہ تمام انبیاءؑ اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے اور نیکیوں میں سبقت لے جاتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی اِسی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۷ ...... آیات ۹۴ تا ۱۱۲

نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں

ساتویں رکوع میں خوشخبری دی گئی کہ اخلاص کے ساتھ کی گئی ہر نیکی لکھی جا رہی ہے اور اُس کا بھرپور صلہ دیا جائے گا۔ مشرکین کو دھمکی دی گئی کہ جہنم میں تمہارے ساتھ تمہارے معبود بھی جلیں گے۔ وہاں تمہاری چیخ وفریاد کسی کام نہ آئے گی۔ اِس کے برعکس نیک لوگ ہر گھبراہٹ سے محفوظ اپنی پسندیدہ نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ دنیا میں بھی زمین کے وارث آخرکار نیک بندے ہی بنیں گے۔ یہ وہ خوشخبری ہے جو اللہ نے زبور میں لکھ دی تھی۔ اِس خوشخبری کا ظہور نبی اکرم ﷺ کی امت میں ہوگا کیونکہ آپ ﷺ کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: **وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** ...... اور اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر۔ یہ اللہ کی رحمت ہی کا مظہر ہوگا کہ زمین سے ظالموں کا اقتدار ختم ہو اور خدا ترس بندے زمین کے وارث بنیں۔ رکوع کے آخر میں آپ ﷺ کے حوالے سے شرک کا سدباب ہے۔ ارشاد ہوا: **قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ** ...... (اے نبی) اِن سے کہہ دیجیے کہ میری طرف وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود ہے ایک ہی معبود (یعنی اللہ)۔ گویا آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں لیکن معبود نہیں۔ معبود صرف اللہ ہے۔

سورۂ حج

باطل تصورات کی زوردار نفی

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۱۰

اللہ کی عظیم قدرتوں کا بیان

پہلے رکوع میں قیامت کے واقع ہونے کا ذکر ہے۔ روزِ قیامت دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتے بچے کو چھوڑ دیں گی۔ حمل والیاں اپنے حمل گرادیں گی۔ لوگ دیوانے نظر آئیں گے حالانکہ وہ دیوانے نہیں ہوں گے بلکہ اُن پر اللہ کا عذاب ہوگا جو بڑا شدید ہے۔ لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اللہ کی اِس قدرت کے بارے میں شک کرتے ہیں کہ وہ ہر انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ اللہ نے پہلے انسان کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُس نے نسلِ انسانی کی نطفے سے افزائش کی۔ نطفے کو جما ہوا خون، جمے ہوئے خون کو بوٹی اور پھر بوٹی پر نقش و نگار بنا کر انسان کی نقشہ کشی کی۔ اِس کے بعد انسان کو ایک صحیح سالم بچے کے طور پر دنیا میں بھیج دیا۔ پھر رفتہ رفتہ انسان اپنی عمر کے مختلف مراحل طے کرتے کرتے بڑھاپے کو پہنچ گیا۔ اِسی طرح سے کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اللہ نے مردہ زمین کو زندہ کیا اور اُس میں طرح طرح کے خوبصورت پودے اور نباتات پیدا کیے۔ جو اللہ یہ سب کچھ کرسکتا ہے، وہ انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ قیامت آئے گی اور حساب کتاب ہوگا۔ جو لوگ اللہ کی قدرت کے بارے میں جھگڑتے ہیں اُن کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں دردناک عذاب۔

رکوع ۲ ...... آیات ۱۱ تا ۲۲

دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ

دوسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ کچھ لوگ اللہ کی بندگی کرتے ہیں کنارے کنارے رہ کر۔ فائدہ نظر آئے تو آگے بڑھ جاتے ہیں اور قربانی دینی پڑے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں خسارے میں ہیں اور آخرت میں بھی خسارے ہی میں رہیں گے۔ روزِ قیامت اللہ مخلص

اہلِ ایمان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اِس کے برعکس کافر جہنم کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اُن کے لباس آگ سے تیار کیے گئے ہوں گے۔ اُن پر ایسا کھولتا ہوا پانی انڈیلا جائے گا جو اُن کی کھالوں اور انتڑیوں کو پگھلا دے گا۔ پھر اُن پر لوہے کے ہتھوڑوں سے ضربیں لگائی جائیں گی۔ وہ جب بھی جہنم سے نکلنا چاہیں گے، ٹھوکریں مار کر اُس میں دوبارہ گرا دیے جائیں گے۔ **اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار** ...... اے اللہ! ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرما۔ آمین!

رکوع ۳ ...... آیات ۲۳ تا ۲۵

حرم کی سرزمین پر مسجد کی طرح سب کا حق ہے

تیسرے رکوع میں بشارت دی گئی کہ باعمل مومنوں کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اُن کے لباس ریشم کے اور زیب و زینت سونے کے کنگنوں اور موتیوں کی صورت میں ہوگی۔ اِس کے برعکس جو لوگ اللہ کی راہ اور سرزمینِ حرم کی طرف آنے والوں کے لیے رکاوٹ بنتے ہیں یا اِس سرزمین کے لیے طے شدہ آداب کی خلاف ورزی کرتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ اِس سرزمین کے آداب یہ ہیں کہ اِسے آمدنی کا ذریعہ نہ بنایا جائے، یہاں شرک اور قتل و غارت گری نہ کی جائے، کسی شکار کو مارا یا بھگایا نہ جائے، چند معینہ درختوں کے علاوہ دیگر درختوں کو کاٹا نہ جائے وغیرہ۔ حرم کی سرزمین پر کسی کی ملکیت نہیں۔ یہ تمام مسلمانوں کے لیے بالکل اِسی طرح ہے جیسے ایک مسجد ہوتی ہے۔

رکوع ۴ ...... آیات ۲۶ تا ۳۳

حج کے مناسک اور برکات

چوتھے رکوع میں بیان ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے حکم دیا کہ مسجد حرام میں صفائی اور طہارت کا خاص اہتمام کریں اور اِس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک رکھیں۔ لوگوں کو حج کی ادائیگی کے لیے پکاریں۔ اللہ اُن کی پکار کو دنیا کے ہر کونے تک پہنچا دے گا اور لوگ قیامت تک بڑے ذوق و شوق سے حج کی ادائیگی کے لیے آتے رہیں گے۔ حج کی وجہ سے جذباتِ ایمانی کو جلا حاصل ہوتی ہے، عبادات کا کئی گنا ثواب ملتا ہے اور کئی معاشی و معاشرتی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ قربانی کی عبادت، احرام اتار کر غسل کرنا اور طوافِ زیارت کرنا مناسکِ حج میں شامل

ارکان ہیں۔حج کی عبادت کا حاصل یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے شرک، جھوٹ اور اللہ کی نافرمانی سے اجتناب کرے۔شرک کرنے والا ایسا بد نصیب ہے کہ وہ توحید کے بلند مرتبہ سے گرتا ہے تو خواہشِ نفس اُسے بہت دور کی پستی میں گرا دیتی ہے یا پنڈت، پروہت اور دنیا دار پیروں جیسے وحشی پرندے اُس کے مال اور وسائل کو نوچ نوچ کر کھا جاتے ہیں۔

رکوع ۵ ...... آیات ۳۴ تا ۳۸

قربانی کا حکم، روح اور مقصد

پانچویں رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے ہر اُمت کے لیے قربانی کی عبادت طے فرمائی۔ اِس کی صورت یہ ہے کہ حلال جانوروں کو اللہ کی راہ میں اور اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اِس پر عمل کرنا ہے خواہ اِس کی حکمت ہماری ناقص عقل میں آئے یا نہ آئے۔قربانی کی روح تقویٰ ہے یعنی یہ جذبہ کہ انسان اپنی خواہشات اور مرغوباتِ نفس کو اللہ کی مرضی کے سامنے قربان کر دے۔ اِس عبادت کا مقصد ہے اللہ کی بڑائی کو قائم کرنے کی کوشش کرنا۔ جانور ذبح کرتے ہوئے تو کہہ دیا کہ ''اللہ اکبر'' یعنی اللہ ہی بڑا ہے لیکن کیا واقعی ہماری زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ بڑا ہے؟ کیا اُس کی مرضی اور اُسی کا قانون ہمارے گھر، معاشرے اور پورے ملک میں نافذ ہے؟ اگر نہیں تو قربانی کی عبادت ہر سال ہمیں اِس مقصد کے لیے جدو جہد کرنے کا فریضہ یاد دلاتی ہے۔

رکوع ۶ ...... آیات ۳۹ تا ۴۸

قتال فی سبیل اللہ کی اجازت

چھٹے رکوع میں شامل آیات دورانِ سفرِ ہجرت نازل ہوئیں۔مکی دور میں مسلمانوں کو حکم تھا کہ کفار کے ظلم و تشدد کے جواب میں ہاتھ نہ اٹھائیں تا کہ اُنہیں مسلمانوں کو کچلنے کا جواز نہ ملے۔اِس رکوع میں مسلمانوں کو ایسے ظالموں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے جنھوں نے اُن پر ظلم کیا اور اُنہیں ہجرت پر مجبور کیا۔اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو نصرت اور فتح کی بشارت دی جا رہی ہے۔ظلم کے خاتمہ کے بعد جب مسلمانوں کو اقتدار ملے گا تو وہ نماز اور زکوٰۃ کا نظام قائم

کریں گے، اچھی اقدار کو فروغ دیں گے اور ہر برائی کو مٹا دیں گے۔ مزید ارشاد ہوا کہ کفار کی آنکھیں نہیں، دل اندھے ہیں۔ آنکھیں اشیاء کا ظاہر اور دل اشیاء کی حقیقت دیکھتا ہے ۔

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

رکوع ۷ ...... آیات ۴۹ تا ۵۷

شیطان کی آمیزش ...... اللہ کی طرف سے اصلاح

ساتویں رکوع میں شیطان کے پیدا کردہ فتنہ کا ذکر ہے۔ جب بھی کوئی نبی اللہ کے کسی حکم پر عمل درآمد کے لیے منصوبہ بندی فرماتے تھے تو شیطان اُن کے منصوبہ میں کچھ آمیزش کی کوشش کرتا تھا۔ یہ آمیزش ایسے لوگوں کے خبثِ باطن کو ظاہر کر دیتی تھی جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتا۔ پھر اللہ شیطان کی شامل کردہ آمیزش کو مٹا کر اپنے حکم کی صداقت ثابت کر دیتا جس سے سچے مومنوں کے ایمان ویقین میں اضافہ ہو جاتا۔ سورۂ انعام آیت ۸۹ میں اللہ نے بشارت دی کہ اگر مکہ والے قرآن کی ناقدری کر رہے ہیں تو اب ایک اور قوم کے لیے طے کر دیا گیا ہے کہ وہ اِس کی ناقدری نہیں کرے گی۔ نبی اکرم ﷺ کا گمان تھا کہ یہ اہلِ طائف ہیں۔ آپ ﷺ طائف کی طرف گئے لیکن اُنہوں نے مکہ والوں سے بھی زیادہ دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ جن کے دلوں میں خباثت تھی، اُنہوں نے اللہ کی طرف سے دی گئی مذکورہ بشارت کو غلط قرار دیا۔ اللہ نے اہلِ مدینہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے کر اُن کے حق میں مذکورہ بشارت سچ ثابت کر دی۔

رکوع ۸ ...... آیات ۵۸ تا ۶۴

ہجرت کے بعد بھی آزمائشیں آئیں گی

آٹھویں رکوع میں بشارت دی گئی اگر دورانِ سفرِ ہجرت کسی کو شہید کر دیا گیا یا وہ فوت ہو گیا تو ہر صورت میں اللہ اُسے بہترین ٹھکانہ اور عمدہ رزق عطا فرمائے گا۔ البتہ ہجرت کے بعد بھی امتحانات ختم نہ ہوں گے۔ کفار کے ساتھ جنگیں ہوں گی۔ اِن جنگوں میں کبھی فتح اور کبھی وقتی شکست ہوگی۔ ہاں! آخری فتح اہلِ حق ہی کی ہوگی۔

رکوع ۹ ...... آیات ۶۵ تا ۷۲

اللہ کے احسانات ...... بندوں کی ناشکری

نویں رکوع میں اللہ کے بندوں پر احسانات کا ذکر ہے۔ زمین میں موجود ہر شے اور سمندروں میں رواں دواں کشتیاں انسانوں کے فائدے کے لیے ہیں۔ آسمان جیسی مضبوط چھت کو اللہ ہی تھامے ہوئے ہے۔ تمام انسانوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور وہی اُنہیں زندہ رکھے ہوئے ہے۔ محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے باوجود ناشکری اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کرتی ہے۔ بعض ناشکرے تو ایسے بھی ہیں کہ اللہ کی آیات سن کر مشتعل ہو جاتے ہیں اور تلاوت کرنے والوں پر دست اندازی کرنے لگتے ہیں۔ اُنہیں اللہ کی آیات کا سننا جس قدر ناگوار لگ رہا ہے، اِس سے کہیں زیادہ ناگوار وہ جہنم کی آگ ہوگی جس میں اِن بدنصیبوں کو جھونک دیا جائے گا۔

رکوع ۱۰ ...... آیات ۷۳ تا ۷۸

دعوتِ ایمان اور دعوتِ عمل

آخری رکوع کی چار آیات میں دعوتِ ایمان اور دو آیات میں دعوتِ عمل ہے۔ ایمان کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارا جاتا ہے وہ سب کے سب مل کر ایک مکھی نہیں بنا سکتے۔ مکھی بنانا تو دور کی بات ہے وہ تو اِس قدر لاچار ہیں کہ مکھی اگر اُن کے سامنے سے غذا کا کوئی ذرہ لے اڑے تو اُس سے چھین نہیں سکتے۔ انسان اللہ کو چھوڑ کر دیگر معبودوں سے اِس لیے مانگتا ہے کہ وہ اللہ کی بے حد و حساب قدرتوں کی معرفت نہیں رکھتا۔ عمل کے حوالے سے حکم دیا گیا کہ نماز ادا کرو، پوری زندگی میں ذوق وشوق سے اللہ کی مکمل اطاعت کرو اور بھلائی کے کام کرو۔ بھلائی کے کاموں سے مراد دنیا میں خدمتِ خلق ہے اور لوگوں کی آخرت سنوارنے اور اُنہیں جہنم سے بچانے کے لیے دعوت و تبلیغ کی کوشش ہے۔ آخر میں حکم دیا گیا کہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اِس طرح سے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اللہ نے تمہیں اِس عظیم مشن کے لیے چن لیا ہے۔ روزِ قیامت عدالتِ خداوندی قائم ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ گواہی دیں گے کہ اُنہوں

نے ہم تک اللہ کے احکامات پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ اگر ہم نے بھی دین پر عمل اور دین کو لوگوں تک پہنچانے کا حق ادا کیا تو سرخرو ہوں گے۔ دوسری صورت میں اپنی بے عملی اور دوسروں کی گمراہی کا وبال ہمارے سر ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اٹھارہواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿﴾

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿﴾ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ﴿﴾

اٹھارہویں پارے میں تین سورتیں ہیں۔ سورۂ مومنون جس کے ۶ رکوع ہیں، سورۂ نور جو ۹ رکوعوں پر مشتمل ہے اور سورۂ فرقان جس کے ۶ میں سے ۲ رکوع اِس پارہ میں شامل ہیں۔

سورۂ مومنون

مومنوں کی ظاہری و باطنی صفات کا بیان

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۲۲

تعمیرِ سیرت کے لیے بنیادی صفات

پہلے رکوع میں بندۂ مومن کی کردار سازی کے لیے بنیادی صفات کا بیان ہے۔ اِن صفات میں نمازوں میں خشوع وخضوع کا اہتمام، بے مقصد سرگرمیوں سے اجتناب، خود احتسابی، جنسی اعتبار سے پاکیزگی، امانتوں اور وعدوں کی پاسداری اور نمازوں کی حفاظت شامل ہیں۔ یہ صفات رکھنے والے کامیاب ہوکر جنت الفردوس میں داخل ہوں گے۔ اِس کے بعد اِسی رکوع میں بیان کیا گیا کہ بچہ ماں کے وجود میں کن مراحل سے گزر کر تکمیل پاتا ہے؟ اللہ نطفہ کو جما ہوا خون، جمے ہوئے خون کو بوٹی اور بوٹی کو ہڈی کی صورت دیتا ہے۔ ہڈی پر گوشت چڑھاتا ہے اور اِس سب کے بعد تیار شدہ جسم میں روح ڈال کر انسان کی تخلیق کو مکمل کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ بہترین خالق ہے۔ انسان دنیا میں اپنی حیات کا پہلا مرحلہ گزار کر فنا ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد اللہ اُسے روزِ قیامت زندہ فرما کر حیات کے دوسرے مرحلے سے گزارے گا۔

رکوع ۲ ...... آیات ۲۳ تا ۳۲

حضرت نوحؑ کا واقعہ

دوسرے رکوع میں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان ہوا۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم کے سرداروں نے اعتراض کیا کہ حضرت نوحؑ محض ایک انسان ہیں اور ایک انسان کیوں کر اللہ کا رسول ہوسکتا ہے؟ اُنہوں نے حضرت نوحؑ کو مجنون قرار دینے کی گستاخی کی۔ طویل عرصہ تک سردارانِ قوم کی یہ گستاخیاں جاری رہیں۔ بالآخر اُس قوم پر اللہ کی طرف سے طوفان کی صورت میں عذاب آیا۔ حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھ تمام اہلِ ایمان ایک کشتی میں سوار ہوکر عذاب سے محفوظ رہے اور باقی پوری قوم طوفان سے ہلاک ہوگئی۔

رکوع ۳ ...... آیات ۳۳ تا ۵۰

تاریخ دہرائی جاتی ہے

تیسرے رکوع میں ایک سرکش قوم پر عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ کے رسولؑ نے اُسے اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ جواب میں سردارانِ قوم نے رسول کی بشریت پر اعتراض کیا۔ رسولؑ پر جھوٹا ہونے کا بہتان لگایا اور بڑی شدت سے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کی حقیقت کی نفی کی۔ طویل عرصہ کی کشمکش کے بعد رسولؑ نے اللہ سے مدد کرنے کی التجا کی۔ اللہ نے ایک زوردار زلزلہ سے اُس قوم کو ہلاک کردیا۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ یہ قومِ ثمود کے انجام کا ذکر ہے کیونکہ اُس قوم کو اللہ نے زلزلہ سے ہلاک کیا تھا۔ بعد میں آنے والی کئی قوموں نے بھی بھیڑ چال کی طرح وہی روش اختیار کی جیسی روش قومِ نوحؑ اور قومِ ثمود کی تھی۔ ہر قوم کو معین وقت پر اپنی سرکشی کی سزا ملی۔

رکوع ۴ ...... آیات ۵۱ تا ۷۷

مومنوں کی باطنی کیفیات

چوتھے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ اللہ نے تمام رسولوں کو حکم دیا تھا کہ وہ پاکیزہ رزق کھائیں تاکہ اچھے اعمال کرسکیں۔ گویا حرام کمائی انسان کو نیکیوں سے محروم کردیتی ہے۔ اِس کے بعد مومنوں کی باطنی کیفیات کا تذکرہ ہے۔ اُن پر ہر وقت اپنے رب کا خوف طاری رہتا ہے۔ وہ اُس کی

تعلیمات پر دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ انتہائی راز داری کے ساتھ صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ نیکیاں کرنے کے باوجود ڈرتے رہتے ہیں کہ معلوم نہیں اُن کی نیکیاں بارگاہِ خداوندی میں قبول ہوں گی یا نہیں۔ بھلائی کے ہر کام میں دوسروں سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو یہ جذبات و کیفیات عطا فرمائے۔ آمین! انسانوں کی اکثریت پر افسوس ہے کہ وہ آخرت کی تیاری سے غافل ہو کر کچھ اور ہی سرگرمیوں میں لگی ہوئی ہے۔ اللہ ہمیں اِس بدبختی اور محرومی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رکوع ۵...... آیات ۷۸ تا ۹۲

سوچنے پر مجبور کردینے والے سوالات

پانچویں رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں اور انسانوں کی ناشکری کا ذکر ہے۔ وہ دوبارہ جی اٹھنے اور نعمتوں کے استعمال کے حوالے سے جوابدہی کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ اُن سے ایسے سوالات پوچھتا ہے جو اُنہیں نہ صرف سوچنے بلکہ حق کا اعتراف کرنے پر مجبور کرنے والے ہیں۔ بتاؤ پوری زمین اور اِس پر موجود جملہ مخلوقات کس کے اختیار میں ہیں؟ ساتوں کے سات آسمانوں اور کائنات کے عظیم تختِ حکومت کا مالک کون ہے؟ کون ہے جو ہر شے کو کسی آفت سے بچا سکتا ہے لیکن اُس کی پکڑ سے کسی کو کوئی نہیں بچا سکتا؟ اِن تمام سوالات کے جوابات میں انسان یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ مذکورہ بالا صفات کا حامل صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔ اِس کے باوجود بے بس اور لاچار مخلوقات کو اللہ کا شریک بنانے کا کیا جواز ہے؟ اگر کائنات میں ایک سے زیادہ بااختیار معبود ہوتے تو وہ کسی موقع پر باہمی اختلاف کی بنیاد پر لڑ پڑتے اور کائنات میں فساد برپا ہو جاتا۔ بلاشبہ اللہ ہی معبودِ واحد ہے۔

رکوع ۶ ...... آیات ۹۳ تا ۱۱۸

ایمان افروز دعائیں

چھٹے رکوع میں ایمان افروز دُعائیں سکھائی گئی ہیں۔ پہلی دعا ایسی صورت حال کے لیے ہے جب کسی سرکش قوم کو اُس کی شرارتوں کی سزا ملنے کا اندیشہ ہو۔ ایسے میں اللہ سے التجا کی جائے:

رَبِّ اِمَّا تُرِيَنِّىْ مَا يُوْعَدُوْنَ﴿﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِىْ فِى الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴿﴾

''اے میرے رب اگر تو مجھے دکھا ہی دے وہ عذاب جس کا تو نے ظالموں سے وعدہ کر رکھا ہے تو اے اللہ! مجھے اِس ظالم قوم کے ساتھ شریکِ عذاب نہ کیجیو''۔

شیطان کے حملوں سے محفوظ رہنے کے لیے یوں دعا کی جائے:

رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ﴿﴾ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ﴿﴾

''اے میرے رب! میں شیطانوں کی چھیڑ کے مقابلہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اے میرے رب! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں (اور مجھے تیری نافرمانی کی روش کی طرف مائل کریں)''۔

آخری آیت میں ہمیں نبی اکرم ﷺ کی وساطت سے اُمید افزا دعا مانگنے کی تلقین کی گئی ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

''اے میرے رب تو معاف فرما اور رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے''۔ آمین!

دعاؤں کے ساتھ ساتھ اِس رکوع میں رقت آمیز مضامین بھی ہیں۔ جب ایک غافل انسان پر موت کی سختی آتی ہے تو وہ اللہ سے فریاد کرتا ہے کہ مجھے کچھ مہلت دے دی جائے تا کہ میں کچھ نیکیاں کرلوں۔ اُس کی یہ التجا مسترد کردی جاتی ہے۔ روزِ قیامت جہنم کی آگ غافلوں کے چہروں کو جھلسا کر بدشکل کر دے گی۔ وہ فریاد کریں گے کہ ہمیں جہنم سے نکال کر اصلاح کا ایک موقع دے دیا جائے۔ جواب دیا جائے گا کہ ذلیل ہو کر جہنم ہی میں پڑے رہو۔ تمہیں دنیا میں خبردار کر دیا گیا تھا کہ تمہاری تخلیق بے مقصد نہیں۔ دنیا کے عام بادشاہ بھی اپنے وفاداروں کو نوازتے اور نافرمانوں کو سزا دیتے ہیں۔ تو کیا اللہ جو بادشاہِ حقیقی ہے' اپنے فرمانبرداروں کو انعام اور اپنے باغیوں کو سزا نہ دے گا۔ اللہ ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

سورۂ نور
عورتوں کی ناموس کا تحفظ
رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۱۰
حدِّ زنا وقذف

پہلے رکوع میں حکم دیا گیا کہ زانی مرد ہو یا عورت، اگر اُن پر جرم ثابت ہو جائے تو اُنہیں لوگوں کے سامنے سو کوڑے مارو اور اُن پر کوئی ترس نہ کھاؤ۔ یہ سزا غیر شادی شدہ زانی کے لیے ہے۔ شادی شدہ زانی مرد اور عورت کی سزا رجم ہے جس کا حکم سنتِ رسول ﷺ سے ملتا ہے۔ یہ سخت سزائیں اِس لیے ہیں تا کہ دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ اِس جرم سے اجتناب کریں۔ جو لوگ کسی پر زنا کا الزام لگائیں اور پھر چار گواہ نہ لا سکیں، اُنہیں اسّی کوڑے مارو اور آئندہ کبھی بھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو۔ پھر وضاحت کی گئی کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو اِس حوالے سے گواہی کی صورت کیا ہوگی۔ اگر وہ جھوٹا الزام لگائے تو بیوی کو سزا سے کیسے بچایا جا سکتا ہے۔

رکوع ۲ ...... آیات ۱۱ تا ۲۰
حضرت عائشہؓ کی پاکدامنی کا اعلان

دوسرے رکوع میں اُس بہتان کا ازالہ کیا گیا جو حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا تھا۔ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی ملعون نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ کئی منافقین اور بعض سادہ لوح مسلمانوں نے مل کر اِس تہمت کو ایک مہم کی صورت میں پھیلانا شروع کر دیا۔ اِس رکوع میں بہتان لگانے والوں کو سخت عذاب کی وعید سنائی گئی۔ سادہ لوح مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا کہ آئندہ ایسی حرکت سے سختی سے اجتناب کریں۔ اِس کے بعد ایسے لوگوں کو دنیا و آخرت کے عذاب کی دھمکی دی گئی جو مسلمانوں میں بے حیائی پھیلاتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ جرم آج عام ہو گیا ہے۔ ہم اپنے گھروں میں ٹی وی، اخبارات اور جرائد کے ذریعہ بے حیائی کی نشر و اشاعت میں حصہ لیتے ہیں۔ خواتین بے پردہ ہو کر، زیب و زینت اختیار کر کے اور بعض اوقات نیم عریاں لباس میں باہر نکل کر اس جرم کا ارتکاب کرتی ہیں۔ کاروباری ادارے اشتہارات کے

ذریعہ بڑے پیمانے پر بے حیائی پھیلانے کے مرتکب ہورہے ہیں۔میڈیا بڑے پیمانے پر اِس جرم کا ارتکاب کررہا ہے۔حکومتی سطح پر اِس جرم کی سرپرستی کی جارہی ہے۔اللہ ہمیں معاشرہ میں شرم وحیا کی پاکیزہ اقدار پر عمل کرنے اور اُنہیں عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

رکوع ۳ ...... آیات ۲۱ تا ۲۶

اللہ کا فضل نہ ہوتو کوئی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا

تیسرے رکوع میں شیطان کی پیروی سے منع کیا گیا۔شیطان تو ہمیشہ بے حیائی اور برائی ہی کی راہ دکھاتا ہے۔اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتو انسان کبھی بھی پاکیزہ نہیں رہ سکتا۔ اللہ ہمیں پاکیزہ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔اِس رکوع میں مزید ہدایت دی گئی کہ اگرتم دوسروں کی زیادتی سے درگزر کروگے تو اللہ بھی تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔پھر ایسے مجرموں کو سخت سزا کی وعید سنائی گئی جو پاکدامن خواتین پر گناہ کی تہمت لگاتے ہیں۔آخر میں ایک اخلاقی قدر یہ بیان کی گئی کہ پاکیزہ کردار کے مرد اِس لائق ہیں کہ اُن کے نکاح میں پاکباز خواتین آئیں اور خبیث مرد اِسی قابل ہیں کہ اُن کے گھر میں بدکار بیویاں آئیں۔اللہ ہمیں پاکیزہ کردار اور پاکیزہ لوگوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔آمین!

رکوع ۴ ...... آیات ۲۷ تا ۳۴

گھر کے پردے کے لیے ہدایات

چوتھے رکوع میں گھر کے پردہ کے لیے ہدایات دی گئیں۔کسی کے گھر میں اُس کی اجازت سے داخل ہو اور گھر والوں کو سلام پیش کرکے سلامتی کی دعا دو۔اگر صاحبِ خانہ ملاقات کے لیے وقت نہ دیں تو بغیر کسی ناراضگی کے واپس آجاؤ۔گھر کے اندر مرد اور خواتین نگاہوں کی حفاظت کریں۔ نامحرم پر نگاہ ڈالنا تو گناہ ہے ہی، بالغ ہونے کے بعد بالغ محرموں پر بھی نگاہ ڈالنے سے اجتناب کرو۔مرد اور خواتین اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور ایسا لباس پہنیں جو ساتر ہو۔خواتین اضافی چادر کے ذریعہ اپنے سینہ کے ابھار کو چھپالیں۔خواتین شوہر اور محرم مردوں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زیب وزینت یعنی چہرہ نہ کھولیں۔خواتین قدم زور سے زمین پر نہ ماریں تاکہ زیورات کی جھنکار ظاہر نہ ہو۔بے نکاحوں کا نکاح کردیا کرو کیونکہ نکاح انسان کی عصمت کی حفاظت کا ذریعہ

ہے۔ اِن ہدایات پر عمل کے حوالے سے کوتاہی پر اللہ کی بارگاہ میں مسلسل توبہ واستغفار کی جائے۔

رکوع ۵ ...... آیات ۳۵ تا ۴۰

نورِ ایمان کے لیے تمثیل

پانچویں رکوع میں بندۂ مومن کے دل میں ایمان کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے۔ نورِ ایمان اِسی طرح سے ہے جیسے ایک قندیل میں چراغ روشن ہو۔ چراغ کو خالص روغنِ زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔ زیتون ایسے درخت کا ہو جو باغ کے بالکل وسط میں ہونے کی وجہ سے سورج کی تمازت سارا دن جذب کرتا ہو۔ اِس وجہ سے اُس کے روغن میں جلا دینے کی صلاحیت اِس قدر تیز ہو کہ وہ دور ہی سے آگ کو پکڑ لے۔ اِسی طرح جس شخص کی فطرت کا روغن آلودگی اور تعصّبات سے پاک ہو، وہ اللہ کی طرف سے آنے والی وحی کی دعوت کو فوراً قبول کرتا ہے اور اُس کا دل نورِ ایمان سے جگمگا اٹھتا ہے۔ گویا نورِ ایمان دو نوروں کا مجموعہ ہے، نورِ فطرت اور نورِ وحی۔ جن لوگوں کا باطن نورِ ایمان سے منور ہو چکا ہو وہ صبح وشام اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ اُن کی تجارت اُنہیں اللہ کے ذکر، نماز اور زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ اللہ اُنہیں اُن کے اعمال کا نہ صرف بہترین بدلہ دے گا بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی نوازے گا۔ اس کے برعکس ایسے لوگوں کے اعمال کی حقیقت سراب کی مانند ہے جو ریاکار ہیں یا اللہ کی جزوی اطاعت کرتے ہیں یا جن کے دلوں میں ایمان کے بجائے منافقت کی بیماری ہوتی ہے۔ روزِ قیامت اُنہیں نیکیوں کا اجر نہیں بلکہ جہنم کا عذاب ملے گا۔ پھر اُن بدنصیبوں کے لیے گھٹا ٹوپ اندھیروں کی مثال دی گئی جو ایمان اور عمل دونوں سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ ہمیں اندھیروں سے بچائے اور نور ہی نور عطا فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶ ...... آیات ۴۱ تا ۵۰

اللہ کی عظمت وقدرت کا بیان

چھٹے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ کائنات کی ہر شے زبانِ حال اور زبانِ قال سے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اللہ ہی بادلوں کو اُٹھاتا، اُنہیں باہم ملاتا اور اُن سے بارش برساتا ہے۔ آسمان سے اولے برساتا ہے جن سے کسی کی کھیتی محفوظ رہتی ہے اور کسی کی کھیتی برباد ہو جاتی ہے۔ اللہ بادلوں کو ٹکرا کر بجلیاں پیدا کرتا ہے جو انسانوں کو بینائی سے محروم کر سکتی ہیں۔ اللہ ہی نے رینگنے، دو پاؤں پر اور چار

پاؤں پر چلنے والی مخلوقات بنائی ہیں۔ بلاشبہ اِن مظاہرِ قدرت میں بندوں کے لیے سبق آموزی کا سامان ہے۔ اِسی رکوع میں منافقین کا طرزِ عمل واضح کیا گیا۔ جب اُنہیں شریعت کے مطابق فیصلوں کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے۔ البتہ اگر اِن فیصلوں سے اپنے حق میں کوئی فائدہ نظر آئے تو فوراً حاضر ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دل نورِ ایمان سے محروم ہیں۔

رکوع ۷ ...... آیات ۵۱ تا ۵۷

مومنانہ طرزِ عمل

ساتویں رکوع میں واضح کیا گیا کہ مومن وہی ہیں کہ جب شریعت کے مطابق فیصلہ کی طرف بلایا جائے تو فوراً **سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا** (ہم نے سنا اور قبول کیا) کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو کامیابی کے بلند درجات پر پہنچنے والے ہیں۔ جو لوگ شریعت کے مطابق فیصلے قبول نہیں کرتے وہ جان لیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف حق پہنچا دینا ہے منوانا نہیں۔ اگر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق ایمان اور اعمالِ صالحہ کا حق ادا کر دیں تو اللہ اُنہیں زمین میں خلافت اور دینِ اسلام کو غلبہ عطا فرما دے گا اور تب واقعتاً اللہ کی عبادت یعنی کلی اطاعت ہو سکے گی۔ البتہ جو لوگ ایمان اور عملِ صالح کی طرف توجہ نہ دیں تو وہ اللہ کی نظر میں فاسق ہیں۔

رکوع ۸ ...... آیات ۵۸ تا ۶۱

گھر کے اندر پردے کے احکامات

آٹھویں رکوع میں گھر کے اندر کے پردہ کا بیان ہے۔ حکم دیا گیا کہ نمازِ فجر سے قبل، نمازِ ظہر کے بعد اور نمازِ عشاء کے بعد بچے اور خادمین صاحبِ خانہ کے خلوت کے کمرہ میں نہ آئیں۔ بچے بالغ ہونے کے بعد کسی کے گھر میں اُس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔ ایسی بوڑھی خواتین جن کے لیے نکاح کا امکان نہیں ہے، وہ زیب و زینت کا اہتمام کیے بغیر، کھلے چہرہ کے ساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آسکتی ہیں۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ وہ اس رعایت کو اختیار نہ کریں۔

رکوع ۹ ...... آیات ۶۲ تا ۶۴

نظمِ جماعت کی اہمیت

نویں رکوع میں بیان کیا گیا کہ حقیقی مومن وہ ہیں جو اجتماعی کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے

ہیں۔ اجتماعی کام سے غیر حاضر نہیں ہوتے جب تک نبی اکرم ﷺ یعنی امیرِ جماعت سے اجازت نہ لے لیں۔ پھر امیرِ جماعت کا اختیار ہے کہ اُنہیں اجازت دے یا نہ دے۔ البتہ جسے اجازت دے اُس کے لیے دُعائے استغفار کرے کیوں کہ اُس نے اجتماعی کام سے رخصت لے کر ذاتی کام کو زیادہ اہمیت دی ہے۔ اللہ ہمیں دین کے غلبہ کے لیے کسی اجتماعی نظم کے ساتھ جڑنے اور پھر اِس نظم کی مکمل پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ فرقان

حق و باطل میں فرق کرنے والی سورۂ مبارکہ

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۹

دشمنانِ حق کے اعتراضات

پہلے رکوع میں اللہ کی عظمت اور پھر دشمنانِ حق کے اعتراضات کا بیان ہے۔ وہ کہتے تھے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ گزرے ہوئے قصوں کا مجموعہ ہے۔ محمد کیسے رسول ہیں جو ضروریاتِ زندگی کے محتاج ہیں۔ اُن کے لیے تو سونے چاندی کے خزانے اور لہلہاتے ہوئے باغات ہونے چاہئیں۔ اللہ نے اعتراضات پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفین قرآن اور نبی اکرم ﷺ پر بے بنیاد اعتراضات کر رہے ہیں۔ وہ گمراہ ہو چکے ہیں اور اُن کے ہدایت پر آنے کا کوئی امکان نہیں۔

رکوع ۲ ...... آیات ۱۰ تا ۲۰

اعتراضات کا جواب

دوسرے رکوع میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔ ارشاد ہوا کہ اللہ، نبی ﷺ کو خوبصورت باغات اور شاندار محلات عطا کر سکتا ہے۔ مخالفین کے اعتراضات کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی اُس آخرت کا ذکر کرے جس میں اُن سے جرائم کی باز پرس ہوگی۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ اُن کے لیے اللہ نے دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ باہم زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ وہاں موت کو پکاریں گے لیکن موت نہیں آئے گی۔ مشرکین نے جن نیک بندوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا تھا وہ اللہ کی عدالت میں مشرکین کے خلاف گواہی دیں

گے۔اب کوئی مشرکین پر سے عذاب کو ٹالنے والا نہ ہوگا۔مزید بیان ہوا کہ اللہ نے اب تک جتنے رسولؑ بھیجے ہیں، وہ سب کے سب انسان ہی تھے اور اُن میں بشری کمزوریاں تھیں۔اُنہوں نے کمزوریوں کے باوجود اللہ کے احکامات پر عمل کرکے انسانوں پر حجت قائم کردی۔رسول ﷺ کی بشریت اہلِ باطل کے لیے آزمائش بن گئی ہے اور اُن کا ظلم وستم اہلِ حق کے لیے آزمائش ہے۔ اللہ سب کے طرز عمل کو دیکھ رہا ہے اور عنقریب حق و باطل میں فیصلہ کردے گا۔

انیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿﴾

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَ نَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِکَةُ اَوْ نَرٰی رَبَّنَا ط لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا کَبِیْرًا﴿﴾

انیسویں پارے میں سورۂ فرقان کے آخری چار رکوع، سورۂ شعراء کے ۱۱ رکوع یعنی مکمل سورۃ اور سورۂ نمل کے ۷ میں سے ۴ رکوع شامل ہیں۔

رکوع ۳ ...... آیات ۲۱ تا ۳۴

اللہ کے رسول ﷺ کا شکوہ

سورۂ فرقان کے تیسرے رکوع میں مخالفینِ حق کے یہ اعتراضات نقل ہوئے کہ اللہ فرشتے بھیج کر ہم پر براہِ راست وحی نازل کیوں نہیں کردیتا یا بذات خود سامنے آکر کیوں نہیں بتا تا کہ محمد ﷺ میرے نبی ہیں؟ جواب دیا گیا کہ جس روز فرشتے اِن کافروں کی جان نکالنے یا اِن پر عذاب نازل کرنے آئیں گے تو اُس روز اِن کافروں کے لیے کوئی اچھی خبر نہ ہوگی۔روزِ قیامت اللہ آگے بڑھ کر کافروں کی نیکیوں کو ٹھوکر مار کر ریزہ ریزہ کردے گا۔کافر ندامت سے اپنا ہاتھ چباتے ہوئے پکارے گا کہ کاش! میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔اُس بد بخت نے مجھے نیکی سے دور رہنے اور گناہ کے کام کرنے کی پٹی پڑھائی۔روزِ قیامت اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کریں گے کہ میری قوم نے قرآن جیسی عظیم نعمت کی ناقدری کی اور اِس سے کنارہ کشی کر لی۔اللہ ہمیں قرآن کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا

فرمائے۔آمین!

رکوع ۴ ...... آیات ۳۵ تا ۴۴

اکثریت کا معبود اللہ نہیں نفس ہے

چوتھے رکوع میں کئی قوموں کے عبرتناک انجام کا بیان ہے۔ اِن قوموں میں آلِ فرعون، قوم نوحؑ، قوم عاد، قوم ثمود، کنوئیں والے اور قومِ لوطؑ شامل ہیں۔ بدقسمتی سے مجرم قومیں اللہ کے بجائے خواہشاتِ نَفس کو اپنا معبود بنالیتی ہیں۔نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے انسان نہیں درحقیقت حیوان ہیں۔ وہ زندگی نہیں گزار رہے بلکہ زندگی اُنہیں گزار رہی ہے۔ اللہ ہمیں حیوانی تقاضوں سے بلندتر پاکیزہ مقصدِ زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رکوع ۵ ...... آیات ۴۵ تا ۶۰

جہاد بالقرآن کا حکم

پانچویں رکوع میں اللہ کی کئی نعمتوں کا تذکرہ ہے۔ سایہ، دھوپ، سورج، دن، رات، نیند، ٹھنڈی ہوائیں، بارش، پانی اور پانی کی گردش کا نظام بلاشبہ اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ بدقسمتی سے انسانوں کی اکثریت بڑی ہی احسان فراموش ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ کفار کے خلاف قرآنِ حکیم کے ذریعہ جہاد کریں۔ جہاد بالقرآن یہ ہے کہ قرآن کے ذریعہ لوگوں پر حق کو واضح کرکے اُن پر اتمامِ حجت کرنا۔ نبی اکرم ﷺ نے نبوی زندگی کے پورے ۲۳ برس جہاد میں گزارے۔ اِن میں سے ۱۵ برس تک آپ ﷺ نے صرف جہاد بالقرآن کیا اور دعوت کے ذریعے منظّم اور تربیت یافتہ ساتھیوں کی ایک جماعت تیار کرلی۔ بقیہ ۸ برس آپ ﷺ نے جہاد بالقرآن بھی جاری رکھا اور اِس کے ساتھ ساتھ منظّم جماعت کے ذریعہ عسکری جہاد کرکے دین حق کو غالب کردیا۔ اللہ ہمیں بھی قرآن کی دعوت کے ذریعہ ایسی منظّم جماعت فراہم کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو غلبۂ دین کی جدوجہد کے آئندہ مراحل کے لیے اپنا کردار ادا کرسکے۔ آمین!

رکوع ۶ ...... آیات ۶۱ تا ۷۷

اللہ کے محبوب بندوں کی صفات

چھٹے رکوع میں اللہ کے محبوب بندوں کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہے۔وہ زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں۔تبلیغ اُسی وقت کرتے ہیں جب کوئی شخص بات سننے کی کیفیت میں ہو۔طویل قیام وسجود کے ساتھ نمازِ تہجد کا اہتمام کرتے ہیں۔مال خرچ کرتے ہوئے میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ایسی محفل میں نہیں بیٹھتے جہاں جھوٹ بولا جا رہا ہو۔بے مقصد کاموں سے دور رہتے ہیں۔جب قرآن سنایا جائے تو عمل کی نیت سے سنتے ہیں۔شرک،قتلِ ناحق اور زنا جیسے بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔جہنم کے عذاب سے بچنے کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔اپنی بیویوں اور اولاد کے لیے نیکیوں اور تقویٰ کی توفیق مانگتے ہیں۔اِن خوش نصیبوں کو اللہ جنت کے بالاخانے عطا فرمائے گا۔اللہ ہمیں بھی اِن خوش نصیبوں میں شامل فرمائے۔آمین!

سورہ ٔشعراء

مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت

اِس سورۃ میں اللہ کی قدرتیں بیان کرنے کے بعد آٹھ بار یہ الفاظ آئے ہیں کہ :

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿﴾

''یقیناً اِس میں ہے نشانی اور اُن کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے اور بے شک اے نبی ﷺ آپ کا رب زبردست ہے رحم کرنے والا''۔

مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اللہ بہت زبردست ہے یعنی فوراً عذاب دے سکتا ہے۔البتہ وہ رحم کرنے والا بھی ہے لہٰذا اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۹

مشرکینِ مکہ کی مجرمانہ روش

پہلے رکوع میں مشرکینِ مکہ کی مجرمانہ روش کا ذکر ہے۔وہ اللہ کی کئی نشانیاں دیکھ چکے ہیں لیکن پھر بھی ایمان نہیں لا رہے۔نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کے لیے کہا گیا کہ اگر اللہ چاہے تو ایسا معجزہ دکھا دے کہ وہ ایمان لانے پر مجبور ہو جائیں،لیکن اللہ کو تو وہ ایمان مطلوب ہے جو بالغیب ہو۔اُن پر حجت پوری ہو چکی ہے۔جس طرح اللہ مردہ زمین کو دوبارہ زندہ کرتا ہے،اِسی طرح اُنہیں بھی

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا اور پھر آخرت کے شدید عذاب کا مزہ چکھائے گا۔

رکوع ۲ ...... آیات ۱۰ تا ۳۳

حقیقی رب کون ہے؟

دوسرے رکوع میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان دلچسپ مکالمہ کا بیان ہے۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اُسے ربِ کائنات پر ایمان لانے کی دعوت دو۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو طعنہ دیا کہ ہم نے تمہاری پرورش کی لیکن تم نے احسان فراموشی کرتے ہوئے ہمارے ہی ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے یہ قتلِ خطا اُس وقت ہوا تھا جب کہ میں ابھی حق کی تلاش میں تھا۔ اب اللہ نے مجھے حق سے آگاہ فرما کر نبوت سے سرفراز فرما دیا ہے اور میری ماضی کی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ ذرا اپنے گریبان میں جھانکو کہ تم مجھ پر پرورش کا احسان دھر رہے ہو اور تم نے میری پوری قوم کو اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے فوراً گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے پوچھا کہ ربِ کائنات کون ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ اللہ جو تمام آسمانوں اور زمین، مشرق و مغرب اور نہ صرف تمہارا بلکہ تمہارے باپ دادا سب کا رب ہے۔ فرعون لاجواب ہو گیا۔ اُس نے حضرت موسیٰؑ کو دھمکی دی کہ میں تمہیں قید کروں گا۔ البتہ جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی پھینکی اور وہ خطرناک اَژدھا بن گئی تو فرعون کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ اِسی طرح حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ نے ید بیضاء کی صورت اختیار کی تو وہ اور مرعوب ہو گیا اور اُس نے دربار برخواست کر دیا۔

رکوع ۳ ...... آیات ۳۴ تا ۵۱

حضرت موسیٰؑ اور جادوگروں کے درمیان مقابلہ

تیسرے رکوع میں بیان کیا گیا کہ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا۔ اُس نے طے کیا کہ اِن معجزات کا توڑ ماہر جادوگروں کے ذریعہ سے کیا جائے۔ ملک بھر سے تمام ماہر جادوگروں کو جمع کیا گیا۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں۔ وہ لاٹھیاں اور رسیاں بظاہر رینگتے ہوئے سانپ محسوس ہوئے۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا جس نے حقیقی اژدھے کی صورت اختیار کرتے ہوئے جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل لیا۔ جادوگروں

نے دیکھ لیا کہ حضرت موسیٰؑ کا عصا حقیقی اژدھا بنا ہے اور ایسا ہونا جادو کے ذریعہ ممکن نہیں۔ لہٰذا وہ بے اختیار سجدہ میں گر گئے اور اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے اُنہیں ہاتھ پاؤں کاٹنے اور صلیب پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ جادوگروں نے بڑے حوصلے سے جواب دیا کہ ہمیں اب اپنی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔ ہم ربِ حقیقی پر ایمان لا چکے ہیں۔ امید ہے کہ وہ ہماری تمام خطاؤں سے درگزر فرمائے گا کیونکہ ہم نے حق کو سامنے آتے ہی قبول کر لیا ہے۔

رکوع ۴ ...... آیات ۵۲ تا ۶۸

اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال

چوتھے رکوع میں ذکر ہے کہ حضرت موسیٰؑ اللہ کے حکم سے اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل پڑے۔ فرعون نے اپنے لشکروں کے ساتھ اُن کا تعاقب کیا۔ فرعون کے لشکر جب اُن کے بالکل قریب پہنچ گئے تو قومِ موسیٰؑ نے کہا کہ ہم تو مارے گئے۔ پیچھے فرعون ہے اور آگے سمندر، اب تو بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں۔ ایسے میں حضرت موسیٰؑ نے اللہ پر توکل کی اعلیٰ مثال قائم فرمائی۔ اُنہوں نے اطمینان سے فرمایا: **اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ** (بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ وہ ضرور راستہ نکال دے گا)۔ اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ نے سمندر پر عصا مارا۔ سمندر پھٹ گیا اور اُس میں ایک خشک راستہ وجود میں آ گیا۔ اِس سے گزر کر حضرت موسیٰؑ اور اُن کے ساتھی سمندر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ فرعون اور اُس کا لشکر جب راستہ کے درمیان پہنچا تو راستہ کے دونوں طرف کا پانی مل گیا اور وہ سب ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

رکوع ۵ ...... آیات ۶۹ تا ۱۰۴

ذکرِ معرفتِ ربانی ...... حضرت ابراہیمؑ کی زبانی

پانچویں رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کا ایمان افروز ذکر ہے۔ اُنہوں نے اپنے والد اور قوم سے فرمایا کہ معبودِ حقیقی اللہ کے سوا دیگر تمام معبود میرے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ اللہ ہی نے مجھے پیدا کیا اور وہی مجھے سیدھی راہ کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ پھر وہی مجھے موت دے گا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا۔ امید ہے کہ وہ مہربان ذات، روزِ جزا میری تمام خطاؤں کو معاف فرما دے گی۔ اے میرے رب! مجھے حکمت

اور دنیا و آخرت میں صالحین کی رفاقت نصیب فرمایا۔ میرے بعد والوں میں بھی میرا ذکرِ خیر جاری فرما۔ مجھے نعمتوں والی جنت کا وارث بنا۔ مجھے روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرما۔ وہ روز کہ جب مال اور بیٹے نہیں بلکہ وہ دل کام آئے گا جس پر نہ گناہوں کی آلودگی ہو اور نہ ہی غفلت کے پردے۔ اللہ ہم سب کے حق میں یہ دعائیں قبول فرمائے۔ آمین!

رکوع ۶ ...... آیات ۱۰۵ تا ۱۲۲

اہمیت پیشہ کی نہیں کردار کی ہے

چھٹے رکوع میں حضرت نوحؑ کی بے لوث دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے قوم کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی اور اِس کے لیے اُن سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کیا۔ ساتھ ہی واضح کر دیا کہ میں اِس تبلیغ پر کسی قسم کے اجر کا طلب گار نہیں ہوں۔ قوم کی اکثریت نے کہا کہ ہم کیسے آپ کی پیروی کریں جبکہ آپ کے ساتھی تو ہمارے معاشرے کے غریب اور کم تر لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ مجھے اِس سے سروکار نہیں کہ اُن کا کیا پیشہ ہے؟ میں ایسے نیک سیرت لوگوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ طویل عرصہ کی بحث کے بعد قوم نے حضرت نوحؑ کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ حضرت نوحؑ نے اللہ سے مدد کی درخواست کی۔ اللہ نے حضرت نوحؑ اور اُن کے ساتھ اہل ایمان کو ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رکھا اور باقی پوری قوم کو ایک طوفان کے ذریعہ غرق کر دیا۔

رکوع ۷ ...... آیات ۱۲۳ تا ۱۴۰

قومِ عاد کی ہٹ دھرمی

ساتویں رکوع میں قومِ عاد کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے۔ حضرت ہودؑ نے قوم سے تقاضا کیا کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اِس کے لیے میری اطاعت کرو۔ تم بلند یادگاریں بنا کر وسائل کو ضائع کرتے ہو۔ عمارات کی مضبوطی پر بلاوجہ پیسہ برباد کرتے ہو۔ محکوم قوموں کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہو۔ اُس اللہ کی نافرمانی سے بچو جس نے تمہیں بیٹے، مویشی، حسین باغات اور بہتے ہوئے چشمے عطا کیے۔ اگر تم نے توبہ نہ کی تو پھر اندیشہ ہے کہ تم پر ایک بڑا عذاب آجائے گا۔ قوم نے حقارت سے اکڑ کر کہا کہ ہمیں نصیحت کرو یا نہ کرو ہم پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہم پر کوئی عذاب نہ آئے گا۔ ماضی میں بھی قوموں کو ایسی دھمکیاں دی جاتی رہی ہیں۔ آخر کار اللہ کا غضب بھڑک اٹھا اور اللہ نے تمام

مجرموں کو ہلاک کر دیا۔

رکوع ۸...... آیات ۱۴۱ تا ۱۵۹

قومِ ثمود کا تکبر

آٹھویں رکوع میں قوم ثمود کے تکبر کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے اِس قوم کو اپنی اطاعت اور اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی تلقین کی۔ اُن سے کہا کہ غور کرو کیا تم ہمیشہ خوبصورت باغات اور ٹھنڈے چشموں سے فیضیاب اور طرح طرح کی فصلوں اور ہاضم کھجوروں سے لطف اندوز ہوتے رہو گے؟ پہاڑوں کو تراش تراش کر آرام دہ گھر بناتے رہو گے؟ نہیں ایک روز تمھیں اِن نعمتوں کا حساب دینا ہوگا۔ لہٰذا اللہ کی بندگی کرو اور فساد مچانے والوں کی پیروی مت کرو۔ قوم نے اُن کی دعوت کو بڑے تکبر سے رد کر دیا۔ اُن کی بشریت پر اعتراض کیا اور اُن سے کوئی معجزہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ اللہ نے نشانی کے طور پر ایک پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کر دی۔ حضرت صالحؑ نے قوم کو آگاہ کیا کہ یہ اللہ کی اونٹنی ہے لہٰذا اِس کے کھانے اور پینے میں رکاوٹ نہ ڈالنا۔ اگر تم نے اِسے بری نیت سے ہاتھ لگایا تو مارے جاؤ گے۔ قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ پھر اللہ نے بھی ایک زلزلہ کے ذریعہ پوری قوم کو ملیا میٹ کر دیا۔

رکوع ۹...... آیات ۱۶۰ تا ۱۷۵

قوم لوطؑ کی بے حیائی

نویں رکوع میں قومِ لوطؑ کی بے حیائی کا ذکر ہے۔ حضرت لوطؑ نے قوم کو دعوت دی کہ اللہ کی نافرمانی سے بچو اور میرا کہنا نو۔ تم ہم جنس پرستی کے بدترین گناہ میں ملوث ہو، اِس سے باز آ جاؤ۔ قوم نے کہا اے لوط! تم ہمیں نصیحت کرنے سے باز آ جاؤ ورنہ ہم تمھیں بستی سے نکال دیں گے۔ حضرت لوطؑ نے اللہ سے مدد کی التجا کی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے گھر والوں کو بحفاظت بستی سے نکال لیا۔ البتہ اُن کی بیوی بستی ہی میں رہی۔ اللہ نے اُس بستی کو الٹ دیا اور بستی والوں کو کنکریوں کی بارش کے ذریعہ نیست و نابود کر دیا۔

رکوع ۱۰...... آیات ۱۷۶ تا ۱۹۱

ناپ تول میں کمی کی سزا

دسویں رکوع میں جنگل والی قوم کے جرائم کا ذکر ہے۔حضرت شعیبؑ نے اُن سے مطالبہ کیا کہ میری اطاعت کرو،اللہ کی نافرمانی سے بچو،ناپ تول میں کمی نہ کرو اور لوٹ مار کرکے فساد نہ مچاؤ۔ قوم نے حضرت شعیبؑ کی دعوت کو رد کر دیا اور کہا کہ ہم پر آسمان کو گرا دو۔اللہ نے ایک اندھیری والے دن جب کہ آسمان پر سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے،مجرم قوم کو بجلیاں گرا کر ہلاک کر دیا۔

رکوع ۱۱...... آیات ۱۹۲ تا ۲۲۷

قرآنِ حکیم کی عظمت

گیارہویں رکوع میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔قرآن اللہ کا کلام ہے جسے اُس نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے نبی اکرمﷺ کے مبارک قلب پر نازل کیا۔یہ نزول الفاظ کے ساتھ واضح عربی زبان میں ہوا۔اِس کے نزول کی پیشنگوئیاں سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی تھیں۔جو قرآن کو اللہ کا کلام نہیں مانتے وہ عذاب سے دوچار ہوں گے۔قرآن نہ کسی کاہن کا کلام ہے اور نہ ہی شاعر کا۔شاعروں کی پیروی کرنے والے گمراہ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔شاعر ہر محفل کا رنگ دیکھ کر اُسی کے مطابق شعر کہتے ہیں تا کہ داد اور نذرانے وصول کر سکیں۔وہ دعوے بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن عمل کے اعتبار سے انتہائی پست کردار رکھتے ہیں۔اِس کے برعکس نبی اکرمﷺ کی پیروی کرنے والے انتہائی پارسا ہیں۔آپﷺ ہر محفل میں ایک ہی دعوت پیش فرماتے ہیں اور لوگوں سے کسی اجر کے طلب گار نہیں ہیں۔آپﷺ لوگوں کو جس بات کی دعوت دیتے ہیں سب سے پہلے خود اُس پر عمل کرتے ہیں۔البتہ کچھ نیک سیرت شاعر بھی ہوتے ہیں جو شریعت پر عمل کرتے ہیں،شاعری کے ذریعہ اللہ کا ذکر اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ کرتے ہیں اور اسلامی شعائر پر اعتراض کرنے والے شاعروں کے خبیث کلام کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔

سورۂ نمل

اللہ کی بے مثال قدرتوں کا بیان

رکوع ۱ ...... آیات ۱ تا ۱۴

قرآن کن کے لیے ہدایت ہے؟

پہلے رکوع میں آگاہ کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک واضح کتاب ہے جو اُن مومنوں کے لیے ہدایت ہے جو نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور آخرت کے واقع ہونے پر پختہ یقین رکھیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اُن کے لیے دنیا کی عارضی لذتیں مرغوب کر دی جاتی ہیں۔ روزِ قیامت اُن کے لیے بدترین عذاب ہوگا۔ اِس کے بعد حضرت موسیٰؑ پر ظہورِ نبوت کا ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ اپنے گھر والوں کو لے کر مدین سے مصر آ رہے تھے کہ اللہ نے اُن پر وحی نازل کی اور واضح نشانیاں دے کر قومِ فرعون کے پاس بھیجا۔ قومِ فرعون نے اِن نشانیوں کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ معجزات ہیں۔ البتہ سرکشی کرتے ہوئے اِنہیں جادو کہہ کر جھٹلا دیا۔ اللہ نے اُنہیں برے انجام سے دوچار کیا۔

رکوع ۲ ...... آیات ۱۵ تا ۳۱

حضرت سلیمانؑ پر اللہ کا فضل

دوسرے رکوع میں حضرت سلیمانؑ پر اللہ کے فضل کی تفصیل بیان کی گئی۔ اُنہیں اللہ نے ایسے لشکر عطا کیے جن میں انسانوں کے علاوہ جنات اور پرندے بھی شامل تھے۔ پھر اُنہیں پرندوں اور حشرات الارض کی بولیوں کی سمجھ دی۔ ایک روز جب اُن کا لشکر ایک ایسی وادی سے گزرا جہاں چیونٹیوں کی کثرت تھی تو ایک چیونٹی نے پکار کر دیگر چیونٹیوں سے کہا کہ اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ حضرت سلیمانؑ کا لشکر تمہیں کچل دے۔ اُس کی یہ پکار سن کر حضرت سلیمانؑ ہنس پڑے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہُد ہُد نامی پرندہ بغیر رخصت کے غائب ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی معقول عذر لے کر نہ آیا تو اُسے سزا دی جائے گی۔ کچھ ہی دیر میں ہُد ہُد آ گیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ یمن میں سبا نام کی ایک قوم دیکھ کر آیا ہے۔ اُس کی حکمران ایک ملکہ ہے جس کے پاس ہر نعمت اور خاص طور پر انتہائی نفیس و قیمتی تخت ہے۔ وہ قوم اللہ کے بجائے سورج کو معبود مانتی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کے حوالے اپنا خط کیا کہ جا کر ملکہ سبا کو دے آؤ۔ ملکہ سبا کو جب حضرت سلیمانؑ کا خط ملا تو اُس نے فوراً اپنی ریاست کے تمام عمائدین کو جمع کیا۔ اُنہیں حضرت سلیمانؑ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اِس خط میں حضرت سلیمانؑ نے قومِ سبا کو پیغام بھیجا تھا کہ میری اطاعت قبول کر کے میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔

رکوع ۳...... آیات ۳۲ تا ۴۴

ملکۂ سبا کا قبولِ اسلام

تیسرے رکوع میں ملکہ کی مشاورت کا ذکر ہے۔ملکہ نے عمائدین سے پوچھا کہ ہم حضرت سلیمانؑ کے پیغام کا جواب کس طرح دیں؟ عمائدین نے کہا کہ ہم پوری قوت سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔آپ بتایئے کرنا کیا ہے؟ ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب کسی بستی کو فتح کرتے ہیں تو بستی کو اجاڑ دیتے ہیں اور باضمیر لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ میں ذرا چند تحائف بھیج کر اِس بادشاہ کے مزاج کا اندازہ لگاتی ہوں کہ آیا وہ دنیا پرست ہے یا نہیں؟ حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کے بھیجے ہوئے تحائف لوٹا دیئے۔ملکہ کو اندازہ ہوگیا کہ حضرت سلیمانؑ عام بادشاہوں سے مختلف ہیں۔وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی،مشرکانہ عقائد سے توبہ کی اور اسلام قبول کرلیا۔

رکوع ۴ ...... آیات ۴۵ تا ۵۸

قومِ ثمود کی سازش اور اُس کا انجام

چوتھے رکوع میں قومِ ثمود کی بدبختی کا ذکر ہے۔حضرت صالحؑ نے اِس قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔قوم نے اِس دعوت کو بڑی حقارت سے ٹھکرا دیا اور حضرت صالحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ کیا۔اُس بدبخت قوم کے ۹ سردار تھے۔اُنہوں نے طے کیا کہ ہم رات میں حضرت صالحؑ کے گھر پر حملہ کر کے اُنہیں اور اُن کے تمام اہلِ خانہ کو ہلاک کر دیں گے اور بعد میں اِس جرم کا اعتراف کرنے سے انکار کر دیں گے۔اللہ نے اُن کے ناپاک منصوبہ کو ناکام بنایا اور ایک زلزلہ کے ذریعے پوری قوم کو تہس نہس کر دیا۔ اِس رکوع میں یہ بھی بیان ہوا کہ ہم جنس پرستی کا جرم تاریخِ انسانی میں سب سے پہلے قومِ لوطؑ نے کیا۔حضرت لوطؑ نے جب اُنہیں اِس جرم سے باز آنے کی تلقین کی تو اُنہوں نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہلِ خانہ کو بستی سے نکال باہر کرنے کی دھمکی دی۔اللہ نے حضرت لوطؑ اور اُن کے اہلِ خانہ کو بستی سے بحفاظت نکالا اور پھر بستی کو الٹ دیا۔ اِس کے بعد اُس بستی پر کنکریوں کی بارش برسائی۔ پوری قوم تباہ ہوئی اور اُن کے ساتھ حضرت